# خاتونِ ہند

از

قمر مرادآبادی

| | |
|---|---|
| طبع اوّل | ایک ہزار |
| قیمت | پانچ روپیہ |
| تاریخ اشاعت | جنوری سنہ ۱۹۷۷ء |
| ناشِر | سراج الحق قمر مرادآبادی |
| کتابت | ایم۔ محمد جان خوشنویس |
| طباعت | رعنا لیتھو پریس مرادآباد |

ملنے کا پتہ

تاج بن قمر۔ قاضی ٹولہ مُرادآباد۔ یوپی




# انتساب

اعلیٰ حضرت فیض صحبت جناب فخرالدین علی احمد صاحب

بالقابہٗ

صدرِ جمہوریۂ ہند

کے نام

قمر مرادآبادی

# ابتدائیہ

شکر ہے اس مالکِ حقیقی کا کہ آج میں اپنی چھٹی تصنیف اہلِ نظر کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ ماہِ تمام، شعورِ غم، اور کلیاتِ قمر، غزلوں اور نظموں وغیرہ کے ان تین مجموعوں کے بعد تنقید و تبصرہ کی دو کتابیں — "معراجِ داغ" اور "روحِ اصغر" شائع ہو چکی ہیں، یہ چھٹی تصنیف "خاتونِ ہند" ایسی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے جس نے ہندوستان کی تاریخ میں چار چاند لگا دیئے ہیں اور ہمارا بھارت جو کبھی دنیا کی نظروں میں غیر مہذب اور پس ماندہ ملک مانا جاتا تھا اُسے اُبھارا، اور اس قدر اُبھارا کہ عروج کے نقطۂ آخر تک پہونچا دیا۔ اب دوسرے ملک ہماری طرف رشک کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

پورا ملک جانتا ہے کہ میں فطرتاً غزل گو شاعر واقع ہوا ہوں، کہنے کو سب ہی کچھ کہتا ہوں لیکن غزل میری جان ہے۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ مجھے سیاسی شعور بھی ہے لیکن زندگی میں آج اسقدر مسائل پیدا ہو گئے ہیں کہ ان سے دامن بچا کر گزر جانا، ناممکن بھی ہے اور انسانیت کی توہین بھی میرا ضمیر بہت دنوں سے تقاضے کر رہا تھا کہ میں گرد و پیش کے حالات سے جو اثرات محسوس کر رہا ہوں انھیں نظم کی صورت میں ظاہر کر دوں، لہٰذا میں مطمئن ہوں کہ میرے ذہن نے اندرونی تقاضوں کو پورا کر دیا۔

ہمارے اُردو ادب نے زندگی کے بے پناہ حقوق ادا کئے ہیں لیکن
زیرِ نظر تصنیف کی اہمیت اس وجہ سے زیادہ ہو جاتی ہے کہ اس میں شخصی
جماعتی اور حسن کار کی ایک مختصر مگر جامع تاریخ مرتب ہو گئی ہے، جو اب تک
اُردو کیا کسی دوسری زبان میں بھی موجود نہیں ہے، میں نے شریمتی اندرا گاندھی
کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ صرف اس لئے نہیں کہا ہے کہ وہ وزیر اعظم
ہیں یا ملک کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہے، بلکہ اس لئے کہا ہے کہ انہوں
نے ملک کو اُس آڑے وقت میں سنبھالا جب کہ وہ تباہی کے دہانے پر کھڑا تھا
بھارت کی اس اکلوتی بیٹی کی ہمت و جرأت کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم
ہے۔ اس جری خاتون کا یہ آخری اقدام جو ایمرجنسی کی صورت میں نمایاں ہوا
ہے۔ ملک کو قعرِ مذلّت سے نکالنے میں سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ میں نہیں
کہہ سکتا کہ میری غزلیں پسند کرنے والے حضرات میری اس تصنیف سے
کیا اثر لیں گے۔ بہر حال میں نے ایک فرض ادا کیا ہے اور فرض کی ادائگی
کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ مجھے امید ہے کہ یہ گوشِ ہوش سے سُنی اور زبانِ
حق سے پڑھی جائے گی۔ نیز میری دوسری تصانیف کی طرح سعیِ مشکور
ثابت ہو گی۔

بڑی احسان فراموشی ہوگی اگر میں اپنے مکرم و محترم عالی جناب سیّد
فرحت علی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مراد آباد کا شکریہ کے ساتھ ذکر نہ
کروں جنہوں نے "خاتونِ ہند" کو اپنے رشحاتِ قلم سے بھی نوازا۔ اور



دیگر ہر قسم کی امداد و اعانت بھی فرمائی جن کی وجہ سے مجھے بے حد سہولیات
نصیب ہوئیں۔

قمر مراد آبادی

قاضی ٹولہ، مراد آباد
۲۱ نومبر ۱۹۷۶ء

۷۸۶

# حرفِ آغاز

## عالی جناب سید فرحت علی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مرادآباد بالقابہ

قیامِ مرادآباد کا زمانہ اگرچہ اپنے فرائض منصبی کی ادائے گی کے لحاظ سے میرے لئے نہایت مصروفیت کا زمانہ ہے لیکن اس کے باوجود مجھے یہاں کی چند ادبی محفلوں اور مشاعروں میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ ان جلسوں۔ اور مشاعروں وغیرہ میں قمر صاحب مرادآبادی سے بھی ملاقات ہوئی۔ اُن کا کلام سنکر میں بےحد متاثر ہوا۔ وہ غزل گو شاعر ہونے کے اعتبار سے ہندوستان میں واقعی بہت اہم مقام رکھتے ہیں۔ قمر صاحب کے کلام میں غمِ دوراں بھی ہے اور غمِ جاناں بھی۔ ان کے سینہ میں ایک حساس دل ہے اسی لئے غزل گو ہونے کے ساتھ ساتھ گردوپیش کے حالات سے بھی باخبر ہیں اور اُن کو ملکی حالات کا بھی پورا پورا اندازہ ہے۔ زیرِ نظر تصنیف "خاتونِ ہند" اُن کے صاحبِ احساس ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

"خاتونِ ہند" کے مطالعہ سے بخوبی یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ قمر صاحب کے دل میں اپنے ملک کی ہر دلعزیز وزیرِ اعظم مسز اندرا گاندھی کی قومی و ملکی خدمات کی کس درجہ اہمیت، وقعت اور عظمت ہے۔ انہوں نے اس مختصر منظوم



تصنیف میں ملک کے عوام و خواص کو ایسے ایسے سیاسی حقائق سے روشناس کرایا ہے جو ایک بصیرت کا سبق بھی ہیں اور خدمت کا درس بھی، میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اب تک اردو اور ہندی میں ایسی قابلِ قدر، اچھوتی اور اہم تصنیف منظرِ عام پر نہیں آئی۔ میں قمر صاحب مرادآبادی کو ان کی اس تصنیف پر صرف داد دیتا ہوں بلکہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے باوجود اپنی پیرانہ سالی کے ملک اور قوم کی خاطر زندگی کا ایک اہم ترین کارنامہ انجام دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اُن کی یہ تصنیف نہ صرف ہندوستان کے ادبی و سیاسی اداروں میں بلکہ سرکاری حلقوں میں بےپناہ مقبولیت حاصل کرے گی۔

فرحت علی
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مُرادآباد
۲۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء

# پیش لفظ

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ہر قوم کی اپنی ایک روح ہوتی ہے جس کی کچھ امتیازی خصوصیات ہوتی ہیں۔ ہندوستانی قوم کی نمایاں خصوصیات دیش بھگتی، انسانیت نوازی۔ جرأت مندی۔ رواداری۔ وفاداری، ترقی پسندی، عقل مندی اور جادۂ مستقیم پر گامزن رہنے کی لگن ہیں، قومی روح کے مظاہر افراد کی شکلوں میں رونما ہوا کرتے ہیں۔ جو ہندوستان کی تاریخ میں کمیاب نہیں۔ شریمتی اندرا گاندھی ہندوستان کی قومی روح کا ایک ایسا ہی مکمل مظہر ہیں۔ انہوں نے ہندوستان کو ترقی کی راہوں پر لگا کر دراصل انسانیت کی فلاح کی مشعل برداری اور رہنمائی کی ہے اور اس کارِ عظیم کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے وہ جس ہمت، ارادہ کی پختگی اور خلوصِ عمل کا ثبوت دے رہی ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ وہ نہ صرف ایک عظیم خاندان کی صحت مند اور ترقی پسند روایات کی صحیح وارث و جانشین ہیں بلکہ اپنی ذات اور اپنے کردار سے ان روایات کو قائم رکھنے آگے بڑھانے، اور آگے بڑھانے کا سبب بھی ہیں۔ اس حقیقت سے قطع نظر کہ وہ ملک کی وزیر اعظم ہیں، انسان کی حیثیت سے انھیں زندگی کے اسرار و رموز کا وہ ادراک حاصل ہے جو وجدانی وسائل کے بغیر ممکن نہیں



وہ ارتقائے حیات کو وجدانی طور پر محسوس کرتی ہیں۔ اور نہ صرف محسوس کرتی ہیں بلکہ اسے دیش کی عوامی زندگی میں جاری وساری کرنے کی انتھک کوشش بھی کرتی ہیں۔ اس ہی وجہ سے ان کی شخصیت ان کے والد محترم آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کی شخصیت سے زیادہ جاذبِ نظر، دل آویز اور اثر انگیز ہے۔

چونکہ وجدان اور شاعری میں براہِ راست ربط و تعلق ہے اس لئے کسی حقیقی اور واقعی شاعر کا محترمہ شریمتی اندرا گاندھی کی شخصیت سے متاثر ہونا حیرت کی بات نہیں۔ قمر مراد آبادی بھی ایک شاعر ہیں اس لئے وہ شریمتی اندرا گاندھی کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور یہ وفور تاثرات بالآخر ان اشعار بلکہ اس منظوم تاریخ کی شکل میں ظاہر ہوا جن کے مجموعہ کا نام "خاتونِ ہند" ہے۔

اس مجموعہ میں جہاں شریمتی اندرا گاندھی کی مستحکم اور دیدہ زیب شخصیت کے ہر پہلو کو پوری طرح اجاگر کیا گیا ہے وہیں ہندوستان کی سیاسی اور قومی روح کے مظہر دیگر افراد کو بھی اچھی طرح اور صحیح طور سے متعارف کرایا گیا ہے۔ مہاتما گاندھی۔ پنڈت موتی لعل نہرو، ان کے جگر پارہ پنڈت جواہر لعل نہرو، مولانا ابو الکلام آزاد، سردار پٹیل، مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا حسرت موہانی۔ راج گوپال آچاریہ۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد، پروفیسر رادھا کرشنن، مولانا حفظ الرحمٰن، ڈاکٹر ذاکر حسین۔ اور فخر الدین علی احمد

ہماری قومی زندگی کے وہ اعلیٰ کردار ہیں جن کی مجموعی کوششوں سے آج ہمارا ملک ترقی کے راستوں پر بڑھتا نظر آرہا ہے۔ قمرؔ نے اس حقیقت کو بجا طور پر محسوس کیا ہے کہ شریمتی اندرا گاندھی کی نظر ان شخصیتوں اور انکی خصوصیات کا احاطہ اس طرح کئے ہوتے ہے کہ ان کی جو خصوصیت جہاں درکار ہوتی ہے وہ اس سے وہیں بلا تکلّف کام لے لیتی ہیں اس ہی لئے ان کے طریقۂ کار اور اسکے نتیجوں میں ہندوستانی قومی روح کی جلوہ گری بدرجۂ اتم موجود ہے۔ کس قدر صحیح احساس ہے کہ ؎

اے مسز گاندھی تو ہے کتنے بزرگوں کی امیں
نور سے جن کے چمک اٹھی ہے تیری بھی جبیں

تیرے سر سہرا بندھا ہے ارتقائے ہند کا
تو ہی اب تاجِ سرِ ہندوستاں ہے بالیقیں

اس مسلسل نظم میں جو مربوط اور مترتب قطعات کا مجموعہ ہے ہندوستان کے مسائل کی تاریخ، ان کے اسباب اور شریمتی اندرا گاندھی کے ہاتھوں پیش کردہ ان کے حل کی طرف بھی واضح اشارے ملتے ہیں جیسے ملک کے داخلی مسائل فرقہ پرستی، تعصب، خفیہ فروشی، چور بازاری کا ذکر کرتے ہوئے قمرؔ نے نہ صرف ان لعنتوں کی گرفت کی سختی اور ناپاکی، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بلکہ یہ حقیقت بھی ذہن نشین کرادی ہے کہ اب ہندوستانی سماج ان سے محفوظ اور مامون ہوتا چلا جا رہا ہے۔ قمرؔ اپنے ممدوح سے مخاطب



ہو کر کہتے ہیں ؎

تو نے اپنے ہند کو جنت بنا کر رکھدیا
ملک سے فرقہ پرستی کو مٹا کر رکھدیا

خود بخود اچھے برے چہرے نظر آنے لگے
تو نے محفل میں اک آئینہ اٹھا کر رکھدیا

یا

وہ تعصب کی فضائیں ملک سے جاتی رہیں
آج وہ جھگڑے نہیں ہیں اب وہ خونریزی نہیں

شانتی سے رہ رہی ہے ہند میں ہر قوم اب
آج وہ غارت گری ہے اور نہ غارت گر کہیں

یا

تو نے دیں خفیہ فروشوں کو سزائیں سخت تر
صاف کی اسمگلروں سے ہند کی ہر رہ گزر

کالا دھن ان کا نکالا جبر اور سختی کے ساتھ
تاکہ آجائیں لٹیرے اپنی سیدھی راہ پر

یا

چل رہی ہے چور بازاری و رشوت کے خلاف
تاکہ ہو جائیں فضائیں ملک کی سب پاک و صاف

سخت ہیں اقدام تیرے ہر بُرائی کے لئے
ڈاکوؤں اور قاتلوں کو تو نہیں کرتی معاف

اور پھر

ہندو مسلم، سکھ عسائی بھائی بھائی ہو گئے
ملک میں جاگے تھے جو فتنے وہ آخر سو گئے

اوّل اوّل پڑ گئے تھے دامنوں پر داغ جو
آخر آخر وہ ترے اشکِ ندامت دھو گئے

اور آخر کار

تیرے دامن میں اماں پاتا رہے ہندوستاں
تو ہو حاکم اور ترا محکوم ہو سارا جہاں
تیرا پرچم تا قیامت یوں ہی لہراتا رہے
حق تعالیٰ بخشدے تجھ کو حیاتِ جاوداں

اس کے ساتھ ساتھ ملک کی خارجہ پالیسی کی تفاصیل کا اجمال اس خوبصورت پیرایۂ اظہار میں نظر آتا ہے ؎

تو کسی بھی ملک کی یا فرد کی دشمن نہیں۔
گرم گفتاری و ذہن سرد کی دشمن نہیں
جو ترے مقصد میں آڑے آئے اسکے ہے خلاف
غیر کی دشمن نہیں ہمدرد کی دشمن نہیں



جو ایک حقیقت ہے اور اس ہی انجذاب گرم و سرد نے ہندوستان کو ترقی پذیر نہیں بلکہ ترقی یافتہ ملکوں کی فہرست میں شامل کر دیا ہے آج پاکستان بھی اس کا آرزومند اور کوشاں ہے کہ اسکو ناوابستہ ملکوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے۔ چین، روس، امریکہ، برطانیہ۔ فرانس۔ جرمنی۔ جاپان۔ سب ہی ہندوستان سے اشتراک عمل کے خواہشمند ہیں اور کوشاں بھی۔

کوئی ہیرو لبس اس لئے قابل مدح و ستائش نہیں ہوتا کہ اس کے اعمال و افعال کے نتیجہ میں جو کچھ ظہور پذیر ہوا ہے وہ کر دکھانا کسی اور کے بس کی بات نہیں تھی۔ بلکہ کوئی بھی ذات اور اسکے کارنامے اس ہی وقت قابلِ داد قرار پاتے ہیں جب وہ عوامی فلاح و بہبود کے لئے اس طرح وقف ہو گئے ہوں یا مخصوص ہو گئے ہوں کہ ہیرو کی زندگی اجتماعی خیر و برکت کے حصول کے لئے صبر آزما کوششوں کا ایک سلسلہ دراز نظر آئے۔ قمر صاحب اپنے ہیرو اور ممدوح کی اس صفت سے واقف ہیں اور اسے بطور احسن بیان کرتے ہیں ؎

تو چلانا چاہتی ہے سب کو سیدھی راہ پر
سہل اور آساں ہو تا کہ یہ ترقی کا سفر
تو نے اپنی راہ کے پتھر ہٹا ڈالے تمام
جا رہی ہے اپنی منزل کی طرف تو بے خطر

کون جانے کونسی منزل پہ ہے تیری نظر
ہاں مگر اک کوشش حاصل پہ ہے تیری نظر

تو تھپیڑے کھا رہی ہے اک طرف طوفان کے
دوسری جانب مگر ساحل پہ ہے تیری نظر

اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے جب کردار و عمل اور سوچنے اور سمجھنے کی توفیق اپنی پختگی اور زمانہ حسیّ کے ساتھ اس مقام پر ہوں ؎

صاحبِ ادراک تو ہے صاحبِ تدبیر تو
اپنے خوابوں کی لیا کرتی ہے خود تعبیر تو

منزلیں تیری نئی ہیں راستے تیرے نئے
کر رہی ہے از سرِ نو ملک کی تعمیر تو

سیاسی نوعیت سے آپ جیسے چاہیں ترجمانی کریں لیکن ابھی جو انقلاب انگیز اور تاریخ ساز قدم دستورِ ہند میں ترمیم کر کے شریمتی گاندھی نے اٹھایا ہے۔ اسکو شاعر کیسے دیکھتا ہے، کیسے سوچتا اور محسوس کرتا ہے اور کن حسین و دلکش الفاظ میں اس کا اظہار کرتا ہے اسکو بھی ملاحظہ فرمائیے ؎

قوم کی خاطر ہر اک ترمیم کی دستور میں
تو نے تازہ زندگی بھر دی دلِ رنجور میں

تو نے کمزوروں کو طاقت دی کچھ اس انداز سے
خود شناسی آگئی ہے آج ہر مزدور میں



اپنی عمر اور بزرگی کے پیشِ نظر، آخر میں اس امر کی شدید ضرورت تھی کہ ممدوح کے لئے تعریف و ثناء اور دعائے خیر و برکت کی جائے۔ تعریف اور دعا کرنا ایک سیدھا اور سپاٹ اظہار ہے۔ شاعر اس میں شعریت کیسے پیدا کرے۔ ایسے ہی مقامات پر شاعر کے کمال کو دیکھا جاتا ہے۔ قمرؔ کے لئے یہ منزل یقیناً بڑی کٹھن رہی ہوگی۔ لیکن انہوں نے اسکو بھی کس قدر حسین انداز میں طے کیا ہے آپ ملاحظہ کریں اور یہ نہ بھولیں کہ ممدوح صنفِ نازک ہے۔

یہ دعا ہے تو ہمیشہ زندہ و باقی رہے
ہو یہی میخانہ یارب اور یہی ساقی رہے

تیری اک اک بات ہو لعل و جواہر کی لڑی
تیری رگ رگ میں رواں اک روحِ اخلاقی رہے

---

دشمنانِ ہند کے دھوکوں میں تو آتی نہیں
زندہ باد اے عاقل و ہشیار بیٹی زندہ باد

تو نے اب تک خم نہ کی گردن کسی کے سامنے
زندہ باد اے صاحبِ کردار بیٹی زندہ باد

قمرؔ مراد آبادی محتاجِ تعارف شاعر نہیں ہیں، وہ کہنہ مشق اور دراصل بہت اچھا کہنے والے ہیں۔ ہمیں ان کی ذات پر ہی نہیں بلکہ انکی تخلیقات

پر بھی فخر ہے۔ مُرادآباد والوں کی صنعت ظروف سازی کے ساتھ اُن کی
صنعتِ ادب سازی مرادآباد کو اونچا اور بہت اونچا مقام عطا کئے
ہوئے ہے۔ ہم نے جگر مرادآبادیؒ کو بھُلا دیا ہے لیکن قدرت ہم سے
قمرؔ جیسی ہستیاں پیدا کر کے انتقام اور بڑا حسین انتقام لے رہی ہے
میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اسکو مرادآباد والوں کی بدنصیبی کہا جائے یا
خوش قسمتی۔ لیکن یہ ایک طرح کی خودکشی ضرور ہے۔ ہم قمرؔ اور قدرت
دونوں ہی کے شکرگزار ہیں کہ اردو ادب میں ہمارا ایک مقام ہے، اور
جب تک اُردو زبان قائم ہے ہمیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ قمرؔ کے
نتائجِ فکر کے کئی شعری مجموعے چھپ چکے ہیں اور ملک کے گوشہ گوشہ
سے تعریف و توصیف بھی حاصل کر چکے ہیں مگر یہ مجموعہ اردو ادب میں ایک
نئی داغ بیل ڈال رہا ہے۔ اُردو ادب ہی نہیں مجھے کہنے دیجئے......
ہندوستان بھر کے کسی دوسرے ادب میں بھی اسکی مثال نہیں ملے گی۔
ابھی حال میں ہندی کے کچھ نوجوان کویوں نے اس طرح کی کوشش کی
ہے مگر انصاف کرنے والے انصاف کریں گے کہ کون چیز کیا اور کیسی ہے
میرے الفاظ شاید قمرؔ کی جانبداری اور اپنائیت کے ماتحت تعریف پر
محمول کئے جائیں۔ خاتونِ ہند کے عنوان سے قمرؔ کی یہ کوشش و
کاوش اس اعتبار سے بھی قابل داد ہے کہ یہ مجموعہ محاسن شعری سے
مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک و قوم کے ایک نہایت ہی



اہم اور انقلاب آفریں دَور کے حالات اور تقاضوں کی تصویر بھی ہے اور
یادداشت بھی۔ میں نے اس ہی لئے اسے اُردو منظوم تاریخ کہا ہے جس
میں لطافت و شعریت پورے آن بان اور شباب کے ساتھ جلوہ گر ہے
خدا کرے یہ قبول کی سند حاصل کرے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین

راحتؔ مولائی

راحت کدہ۔ مرادآباد
۲۰ نومبر ۱۹۷۶ء

# خاتونِ ہند

○

اے کہ نہرو خانداں کی ہے توہی چشم و چراغ
آبیاری پا رہا ہے تجھ سے یہ بھارت کا باغ
خدمتِ ملک و وطن تیرا شعارِ زندگی
صاحبِ فہم و فراست، نکتہ رس عالی دماغ

○

تونے اپنے خانداں کا نام روشن کر دیا
ہند کے تپتے ہوئے صحرا کو گلشن کر دیا
گتھیاں سلجھائیں تونے ناخنِ تدبیر سے
بے ہنر لوگوں کو تونے صاحبِ فن کر دیا

خانداں تیرا بساطِ چرخ کا اک ماہتاب
جس کا اک اک فرد گویا بے مثال و لاجواب
اس چمن کا کوئی مالی کوئی بلبل بن گیا
کوئی باغِ ہند میں کھلتا رہا مثلِ گلاب

خانداں کو تیرے عالمگیر شہرت ہے نصیب
نام لیتے ہیں ادب سے تیرا سب دور و قریب
چیرہ دستی کو مٹایا تو نے اپنے ملک سے
ٹھوکریں کھاتے ہوئے پھرتے ہیں تیرے سب رقیب



تو ہے موتی اور جواہر کی وہ زندہ یادگار
جس کے دم سے ہند میں آئی ہے اک تازہ بہار
ملک کے ایک ایک گوشہ کو اُجاگر کر دیا
تو نے اصلاحات کیں بھارت میں گویا بے شمار

تھے ترے اجداد آگے جادۂ تعلیم میں
نام روشن ہے ابھی تک انکا ہفت اقلیم میں
تیرے سینہ میں بھی ہے پنہاں خزانہ علم کا
اور یدِ طولیٰ ہے حاصل تجھکو ہر تنظیم میں

باپ دادا کے قدم پر پڑتے ہیں تیرے قدم
ملک سے تو نے مٹایا جبر واستبداد و ستم
تیرا مطلب ہے کہ یہ چھوٹے بڑے سب ایک ہوں
تو سکھانا چاہتی ہے قوم کو خوئے کرم

دامنِ اُمید کو پھولوں سے تو نے بھر دیا
تو نے ملک و قوم کا معیار اونچا کر دیا
نوجوانوں کو سکھایا تو نے وہ درسِ وفا
اک اشارہ پر ترے لاکھوں نے اپنا سر دیا



اپنے آبا کی طرح تو صاحبِ تدبیر ہے
زندۂ جاوید اعجازِ لبِ تقریر ہے
ظاہر و باطن میں یکساں، حاضر و غائب میں ایک
جو ہر اک رخ سے ہو روشن تو وہی تصویر ہے

کارنامے تیرے ایسے ہیں کہ سب دیکھا کریں
صاحبانِ عقل بھی تجھ سے سبق سیکھا کریں
ہے یہ کافی دیکھ لیں چشمِ بصیرت سے تجھے
یادِ موتی کیا کریں ذکرِ جواہر کیا کریں

تو جہاں میں ہے سراسر کامیابِ زندگی
دشمنوں کے واسطے ہے اک عذابِ زندگی
رہبرانِ قوم کے چہرے نمایاں کر دیئے
اصل میں تو نے اٹھایا ہے نقابِ زندگی

ماہتابِ زندگی اے آفتابِ زندگی
زندگی تیری ہے گویا خود جوابِ زندگی
ہند کو پہونچا دیا ہے تا سرِ بامِ عروج
تو نے دنیا کو دکھایا ہے شبابِ زندگی



ہے تری آواز میں پنہاں صدائے زندگی
زندگی تیرے لئے ہے تو برائے زندگی
قوم کی آواز بھی ہے تیری آوازوں کے ساتھ
دور تک پہونچے نہ کیوں آخر نوائے زندگی

عزمِ مستحکم ہے تیرا برق و بادِ زندگی
ملک سے تو نے مٹا ڈالا فسادِ زندگی
ہے بہادر ملک کی بیٹی بہادر کیوں نہ ہو
قوم کو تو نے سکھایا ہے جہادِ زندگی

○

تیرے آگے ایک ہیں غیب و شہودِ زندگی
مٹ گئے بھی قائم رہے گا یہ وجودِ زندگی
پیکرِ جہد و عمل ہے تیری ذاتِ محترم
تیرے آگے کچھ نہیں نام و نمودِ زندگی

○

اس قدر اونچا اٹھایا تو نے نامِ زندگی
صبحِ تاباں سے سوا ہے آج شامِ زندگی
بچّہ بچّہ گامزن ہے ارتقاء کی راہ پر
مرحبا تو نے بدل ڈالا نظامِ زندگی



○

کامیابی تیرے قدموں پر نچھاور ہو گئی
رہنما رہزن بنے تو، تو نے سیکھی رہبری
خدمتِ قوم و وطن کی اس قدر اخلاص سے
ذات تیری ہے ہر اک الزام سے ابتک بری

○

ذاتِ والا تیری وجہِ انبساطِ ملک و قوم
کارنامے ہیں تیرے وجہِ نشاطِ ملک و قوم
درسِ یکجہتی دیا ہے تو نے ہندوستان کو
تو نے پیدا کر دیا ہے ارتباطِ ملک و قوم

چھوٹی قوموں کو ترقی دی عجب انداز سے
جیسے اک نغمہ اُبلتا ہو وفا کے ساز سے
دور دل سے کر دیا چھوٹے بڑے کے فرق کو
سب کی آوازیں ملالیں اپنی ہی آواز سے

شان و شوکت ملک کی تجھ سے دوبالا ہو گئی
سرزمینِ ہند ارفع اور اعلیٰ ہو گئی
یوں سنوارا ملک کو تو نے جدید اصلاح سے
قابلِ تعریف تیری ذاتِ والا ہو گئی



کارخانے ہند میں کھولے جدید آلات کے
رخ بدل ڈالے ہیں تو نے ہر طرح حالات کے
کاٹ دیں تو نے جڑیں گویا نفاق و بغض کی
ختم آخر کر دئے وہ حادثے دن رات کے

ملک میں امن و اماں کا آگیا دورِ حسین
اب وہ پہلی سی فضا بغض و تعصب کی نہیں
لعنتِ فرقہ پرستی دور آخر ہو گئی
جس سے اہلِ ملک کی ہوتی تھیں نظریں شرمگیں

ہندو مسلم، سکھ، عیسائی بھائی بھائی ہو گئے
ملک میں جاگے تھے جو فتنے وہ آخر سو گئے
اوّل اوّل پڑ گئے تھے دامنوں پر داغ جو
آخر آخر وہ ترے اشکِ ندامت دھو گئے

رہبروں کے روپ میں رہزن جو پلتے تھے یہاں
تو نے اُن سب کا مٹا ڈالا ہے اب نام و نشاں
تو ہے وہ خاتون جو منصف بھی ہے مخلص بھی ہے
تیرے دورِ عدل میں ہے روشنی، ظلمت کہاں



آدمیت کو اُبھارا تو نے ہندوستان میں
اور پیدا شان کر دی ملک کی ہر شان میں
اِک توازن تو نے بخشا مختلف اقوام کو
یہ روا داری کہاں تھی ہند کے انسان میں

شاہراہِ ارتقا پر چل رہا ہے اب وطن
رہبروں کے سامنے سے ہٹ رہے ہیں راہزن
آبیاری کی یہی صورت اگر باقی رہی
ایک دن بن جائے گا بھارت کا ہر صحرا چمن

ملک پہلے کی بہ نسبت کسقدر خوشحال ہے
ہر بشر ہے مطمئن اور ہر بشر خوشحال ہے
آنے والا ہے یہاں پر دورِ خوشحالی اک اور
آپ دیکھیں گے کہ بھارت سربسر خوشحال ہے

مرحبا خاتونِ مشرق مرحبا صد مرحبا
تو نے اسلافِ وطن کا نام زندہ کر دیا
ہے مری نظروں کو حیرت ابتدا ہی دیکھکر
تیری نظروں میں نہ جانے کیا ہے اسکی انتہا



رنگ پر آنے لگی ہے اب بہارِ زندگی
بڑھ رہے ہیں روز و شب کچھ اختیارِ زندگی
دامنِ امن و اماں کو جن سے خطرہ تھا قمر
بجھتے جاتے ہیں سراسر وہ شرارِ زندگی

پیکرِ علم و عمل تو، صاحبِ ادراک تو
دشمنانِ ملک کے حق میں بہت بے باک تو
سادہ لوحی تیرا شیوہ، سادگی تیرا شعار
کام میں لیکن نہایت چست اور چالاک تو

کون لا سکتا ہے تیرے اس تدبّر کا جواب
امن میں بھی کامراں ہے جنگ میں بھی کامیاب
کونہ کونہ کو سنوارا تو نے اپنے ملک کے
تیری خدماتِ جلیلہ بے شمار و بے حساب

اے کہ تو ہے پُرخلوص و پُرشعور و پُرصفات
قابلِ صد فخر ہے ہندوستاں میں تیری ذات
جذبۂ حبّ وطن ہے تیرا طوفاں کی طرح
خدمتِ ملک وطن میں تو نے دن دیکھا نہ رات



اے کہ تو ہے بے نظیر و بے عدیل و بے مثال
آج ہے دنیا کی نظروں پر عیاں تیرا کمال
ہے مقابل دشمنوں کے مرد آہن کی طرح
تیری ہستی بے بدل ہے تیری خدمت لازوال

تو وقارِ زندگی تو آبروئے زندگی
قوم کو تو نے عطا کی جستجوئے زندگی
موت کی راہوں سے بچتا اور کتراتا ہوا
چل پڑا ہے قافلہ بھارت کا سوئے زندگی

○

خلق میں ملتا نہیں تیری سیاست کا جواب
ناطرفداری کی پالیسی میں تو ہے کامیاب
پائے استقلال کو تیرے کوئی جنبش نہیں
دشمنوں نے یوں تو دیکھے تھے نہ جانے کتنے خواب

○

تجھ کو قوم و ملک میں ہر دلعزیزی مل گئی
کارواں کو ساتھ لیکر تا سرِ منزل گئی
آج وہ نعرے کہاں ہیں آج وہ دعوے کہاں
کوئی پوچھے دشمنوں سے اب زباں کیوں سِل گئی



○

صاحبِ ادراک تو ہے صاحبِ تدبیر تو
اپنے خوابوں کی لیا کرتی ہے خود تعبیر تو
منزلیں تیری نئی ہیں راستے تیرے نئے
کر رہی ہے از سرِ نو ملک کی تعمیر تو

○

دیوِ استبداد کی تو نے کلائی موڑ دی
سرکشانِ ہند جو تھے انکی ہمت توڑ دی
تو نے کی ہے اختیار اب ایک راہِ بے خطر
جسمیں اندیشہ تھا وہ راہِ سیاست چھوڑ دی

آسمانِ ہند کا اب تو ستارہ ہے تو ہی
پست قوموں کے لئے گویا صف آرا ہے تو ہی
جو خس و خاشاکِ ساحل کو بہا کر لے گیا
بحرِ ہندستان کا وہ تیز دھارا ہے تو ہی

سچ تو یہ ہے قوم کی اصلاح تیرے ہاتھ ہے
ملک کا جو فرد ہے اِس وقت تیرے ساتھ ہے
رہنما ہونے کو اب بھی ہیں بہت سے ملک میں
دِل یہ کہتا ہے کہ تیری بات تیری بات ہے



حق نے رکھی تھی مگر دانشوری تیرے لئے
سربلندی سرفرازی سروری تیرے لئے
رہزنی تھا جن کا شیوہ رہزنی ان کو ملی
رہنمائی، رہ شناسی، رہبری تیرے لئے

اپنے کاندھوں پر اٹھایا تو نے یہ بارِ عظیم
اللہ اللہ ایک خاتون اور یہ کارِ عظیم
رہتی دنیا تک رہے گا نام تیرا خلق میں
تا ابد قائم رہے گا تیرا دربارِ عظیم

○

جو نہ مردوں سے ہوئے وہ کام تو نے کر دکھائے
زندگی کے طور، آدابِ حکومت بھی سکھائے
جرأت و ہمّت کے تو نے نقش جو قائم کئے
دیکھنا ہے کون اس دنیا میں اب انکو مٹائے

○

وقت کی سیتا ہے تو جھانسی کی رانی ہے تو ہی
جرأتیں جس پر فدا ہوں وہ جوانی ہے تو ہی
دوستوں کے واسطے ہے زندگی کا اک نشاں
دشمنوں کے حق میں مرگِ ناگہانی ہے تو ہی



○

آفتوں کا سامنا تو نے کیا ہے عزم سے
مشکلوں میں کام بھی تو نے لیا ہے عزم سے
اس جہانِ فتنہ جو میں اک مدبّر کے بقول
جسکو جینا تھا ہمیشہ وہ جیا ہے عزم سے

○

بزم بھی تو نے سجائی رزم آرائی بھی کی
تختِ اسکندر بھی دیکھا اور دارائی بھی کی
حق کے آگے جھک گئی، ناحق کا سر ڈالا کچل
سربلندی بھی دکھائی اور جبیں سائی بھی کی

سر کیا ہے زندگی میں تو نے ہر میدان کو
اک نرالی شان بخشی تو نے اپنی شان کو
لڑ گئی دنیا سے بھارت کے تحفظ کیلئے
بارہا خطرہ میں ڈالا تو نے اپنی جان کو

تیری حق کوشی پہ تجھکو فتح و نصرت مل گئی
جو بڑی مشکل سے ملتی ہے وہ دولت مل گئی
قوم نے تجھ کو دیا تیری وفاؤں کا صلہ
تیری فطرت میں حکومت تھی حکومت مل گئی



فطرتِ معصوم ہے تیری شرافت کا نشاں
جرأت بیباک ہے تیری جلالت کا نشاں
نرمی و سختی بہم ہے تیری ذاتِ خاص میں
چرخ پر لہرا گیا تیری حکومت کا نشاں

یہ نشاں کوئی مٹائے تو مٹا سکتا نہیں
کارناموں کو ترے کوئی چھپا سکتا نہیں
تو نے سب جنگیں لڑی ہیں گرم بھی اور سرد بھی
ہند میں کوئی تجھے نیچا دکھا سکتا نہیں

ملکۂ ہندوستاں اے مادرِ ہندوستاں
رفعتِ افلاک تیری سربلندی کا نشاں
رہنما و راہرو، خود رہ شناس و رہ نورد
خود امیرِ کارواں ہے خود رفیقِ کارواں

مختلف حلقوں میں دنیا بٹ چکی ہے آج سب
غیر جانبداریاں ہیں تیری عظمت کا سبب
غرق ہے ملکی ترقی میں تری فکرِ جمیل
اپنے کارِ منصبی میں محو ہے تو روز و شب



ہے جہاں میں سب سے تیرا میل سب سے دوستی
اہلِ دل، اہل کرم، اہلِ غضب سے دوستی
تیرا دستِ دوستی بڑھتا رہا ہے ہر طرف
ہے عجم سے دوستی تیری عرب سے دوستی

تو کسی بھی ملک کی یا فرد کی دشمن نہیں
گرم گفتاری و ذہنِ سرد کی دشمن نہیں
جو ترے مقصد میں آڑے آئے اسکے ہی خلاف
غیر کی دشمن نہیں، ہمدرد کی دشمن نہیں

ملک دشمن ساتھیوں سے دور تر ہے آج تو
چاہتی ہے ہند میں امن واماں کا راج تو

پستیوں سے دیکھتی ہے تو بلندی کی طرف
چاہتی ہے ارتقائے زیست کی معراج تو

عزم تیرا مستقل تیرے ارادے ہیں اٹل
شل نہ ہوں گے عمر بھر بھی تیرے بازوئے عمل
نیک ہے مقصد ترا اور راہ تیری مستقیم
چل رہی ہے جس طرف تو اور چل ہاں تیز چل



تو نے اپنے ہند کو جنّت بنا کر رکھ دیا
ملک سے فرقہ پرستی کو مٹا کر رکھ دیا
خود بخود اچھے بُرے چہرے نظر آنے لگے
تو نے محفل میں اک آئینہ اٹھا کر رکھ دیا

وہ تعصب کی فضائیں ملک سے جاتی رہیں
آج وہ جھگڑے نہیں ہیں اب وہ خونریزی نہیں
شانتی سے رہ رہی ہے ہند میں ہر قوم اب
آج وہ غارت گری ہے اور نہ غارت گر کہیں

○

تو نے دیں خفیہ فروشوں کو سزائیں سخت تر
صاف کی اسمگلروں سے ہند کی ہر رہ گذر
کالا دھن ان کا نکالا جبر اور سختی کے ساتھ
تاکہ آجائیں لٹیرے اپنی سیدھی راہ پر

○

چل رہی ہے چور بازاری و رشوت کے خلاف
تاکہ ہو جائیں فضائیں ملک کی سب پاک صاف
سخت ہیں اقدام تیرے ہر برائی کے لئے
ڈاکوؤں اور قاتلوں کو تو نہیں کرتی معاف



○

تو چلانا چاہتی ہے سب کو سیدھی راہ پر
سہل اور آساں ہو تاکہ یہ ترقی کا سفر
تو نے اپنی راہ سے پتھر ہٹا ڈالے تمام
جا رہی ہے اپنی منزل کی طرف تو بے خطر

○

کون جانے کونسی منزل پہ ہے تیری نظر
ہاں مگر اک کوششِ حاصل پہ ہے تیری نظر
تو تھپیڑے کھا رہی ہے اک طرف طوفان کے
دوسری جانب مگر ساحل پہ ہے تیری نظر

○

اس جہاں میں قابلِ تقلید ہے تیری حیات
درس کے لائق ہے بیشک تیرے قدموں کا ثبات
فرض کی تکمیل میں شام وسحر کا فرق کیا
کام سے مطلب ہے، تجھکو چاہے دن ہو چاہے رات

○

قوم کی خاطر ہر اک ترمیم کی دستور میں
تو نے تازہ زندگی بھر دی دلِ رنجور میں
تو نے کمزوروں کو طاقت دی کچھ اس انداز سے
خودشناسی آگئی ہے آج ہر مزدور میں



○

کھولدی راہِ ترقی ہر بشر کے واسطے
راہرو کے واسطے ہر راہبر کے واسطے
ایک ہیں تیری نظر میں اہلِ زر ہوں یا غریب
خود محافظ بن گئی اہلِ سفر کے واسطے

○

ہر نئی تہذیب سے تو نے سنوارا ہند کو
علم و فن کی راہ سے تو نے گزارا ہند کو
جب بھی آڑا وقت آیا اہلِ عالم پر کوئی
غیر ملکوں نے بھی رہ رہ کر پکارا ہند کو

تو نے بھارت کو نئی صورت نئی تنظیم دی
ہر نیا فن اسکو بخشا ہر نئی تعلیم دی
اقتصادی زندگی ہو یا سیاسی زندگی
جرأتِ تحریک بخشی ہمتِ ترمیم دی

کامیابی کی طرف بڑھتے رہے تیرے قدم
ظالموں کے دل سے تو نے دور کی خوئے ستم
آگئی مذہب کے دیوانوں کو اب عقلِ سلیم
بڑھ رہی ہے اب مساوات و اخوت، دم بدم



ایک دن تھا ہر گلی کوچہ میں ہوتے تھے فساد
ہر دلِ حساس پر ہے ضرب کاری جسکی یاد
ہیں وہی بازو مگر وہ زور و قوت اب کہاں
زندہ باد اے اندرا بھارت کی بیٹی زندہ باد

دشمنانِ ملک میں پیدا ہوا ایسا ہراس
دم بخود سے ہو گئے جاتے رہے ہوش و حواس
دور ہی بیٹھے ہوئے تکتے ہیں منھ ایک ایک کا
اب وہ کم ظرفوں کا مجمع کب ہے، تیرے آس پاس

○

تیری تقریروں میں موتی لال کا انداز ہے
ہے پرانا ساز تیرا اور نئی آواز ہے
فخر تیری ذات پر کرتی ہیں یہ اقوامِ ہند
سکھ، عیسائی، ہندو مسلم سب کو تجھ پر ناز ہے

○

ہاں وہ موتی لال جس نے جنگِ آزادی لڑی
ذاتِ والا ہے تیری لعل و جواہر کی لڑی
تیری ہستی سر بسر موتی جڑی پھولوں بسی
اُس پُرانے سلسلہ کی تو ہے ایک تازہ کڑی



○

ہاں وہ موتی لال دی تھی جس نے انگریزوں کو مات
موتیوں میں تولتی تھی ساری دنیا جسکی بات
زندگی بھر جو کسی دن چین سے بیٹھا نہیں
جنگِ آزادی میں گزرے زیست کے دن اور رات

○

جس کا دل قیدِ غلامی سے نہایت تنگ تھا
اسکو یوں محکوم رہنا باعثِ صد ننگ تھا
ہر گھڑی بے تاب تھا آزاد ہونے کیلئے
لمحہ لمحہ زندگی کا اسکی صرفِ جنگ تھا

○

جس کے احساسات پر قیدِ غلامی تھی گراں
جس کا مقصد تھا فقط آزادئی ہندوستاں
ہند کی تاریخ اُسے ہرگز بھلا سکتی نہیں
جان دے کر قوم پر پائی حیاتِ جاوداں

○

اسکی نظروں میں نشانِ منزلِ مقصود تھا
ہر قدم پر اک گمانِ منزلِ مقصود تھا
پیچھے پیچھے قافلہ تھا اسکے ملک و قوم کا
اور وہ میرِ کاروانِ منزلِ مقصود تھا



○

اسکی نظروں میں غلامی موت سے بدتر رہی
فطرتِ آزاد اسکی دم بہ دم رہبر رہی
شاطرِ افرنگ سے اس نے نہیں کھائی شکست
کامیابی تھی کہ ہر میداں میں اسکے سر رہی

○

اس مجاہد نے وطن کو درسِ آزادی دیا
اک مدبّر تھا کہ جس نے قوم کا دامن سیا
سیکڑوں نکتے نکالے جس نے اک اک بات سے
اک سبق دیتا رہا بھارت کو وہ جب تک جیا

○

قوم افرنگ اس سے ڈرتی تھی ہر اک میدان میں
روح آزادی کی پھونکی اس نے ہر انسان میں
لاکھ تکلیفیں اٹھائیں سختیاں برداشت کیں
مرتے مرتے بھی نہ آیا فرق اسکی شان میں

○

ذہن تھا اسکا رسا، اسکی نگاہیں دوربیں
اہلِ دل، اہلِ نظر، اہلِ خرد، اہلِ یقیں
دامنِ مقصد نہ چھوڑا اس نے اپنے ہاتھ سے
گفتگو کچھ بھی ہو آزادی ہی شرطِ اولیں



○

آہنی اس کے ارادے مانگ تھی اسکی اٹل
ساحرِ افرنگ سے ٹوٹے نہ خوابوں کے محل
اسکی عمرِ بے وفا راہوں میں دھوکا دے گئی
چاہتا تھا وہ لگائے گردشِ دوراں کے بل

○

ملک کو اپنے دکھا دی اس نے آزادی کی راہ
تھی غلامی اس کے آگے زندگی کا اک گناہ
قوم کو اک جذبۂ بے باک دے کر مر گیا
اسکے نعرے بے اماں تھے اسکی شورش بے پناہ

○

تیری تدبیروں میں ہے پنڈت جواہر کی جھلک
ہار مانی ہی نہیں تو نے کسی سے آج تک
تیری نیّت صاف ہے، قدرت ہے تیرے ساتھ ساتھ
دیکھنا ہے کیا بگاڑے گا ترا دورِ فلک

○

وہ جواہر لعل جس نے توڑ دی قیدِ فرنگ
جس نے انگریزوں سے جیتی اپنی آزادی کی جنگ
جس کی تدبیروں نے بھارت کی نئی تعمیر کی
وہ پرانا طرز بدلا، دے دیا اک تازہ رنگ



○

جس جواہر نے بنا ڈھانچہ بنایا ملک کا
وہ جواہر جس نے ہر گوشہ سجایا ملک کا
ہند کے پرچم کو جس نے تا فلک پہونچا دیا
اک جہاں میں مرتبہ جس نے بڑھایا ملک

○

وہ جواہر لعل ابھارا جسنے پست اقوام کو
جس نے روشن کر دیا ہندوستاں کے نام کو
ہر گھڑی کارِ وزارت میں جو خود مصروف تھا
اک گناہ زندگی کہتا تھا جو آرام کو

○

اپنے سر لیں تھیں جس نے ساری ذمہ داریاں
جس کے دم سے قوم میں پیدا ہوئیں بیداریاں
کوششِ امن و اماں میں غرق تھا جس کا دماغ
ہو رہی تھیں چار جانب جنگ کی تیاریاں

○

وہ جواہر جس نے سینچا گلشنِ ہندوستاں
جس کے دامن میں اماں پاتے تھے لاکھوں آشیاں
چل بسا بھارت کو دے کر اک پیامِ زندگی
آہ لیکن اب نہیں ہے وہ ہمارے درمیاں



○

راہ کے ہر موڑ سے آگاہ ہم کو کر گیا
وہ گلِ امید سے دامن ہمارا بھر گیا
خدمتیں زندہ ہیں اور نقشِ قدم تابندہ ہیں
آہ دل دکھتا ہے یہ کہتے ہوئے وہ مر گیا

○

پیش کرتا ہے جہاں اب تک عقیدت کا خراج
با ادب لیتی ہے دنیا نام نامی اس کا آج
تیری ملکی خدمتوں کا کیوں نہ ہو پھر اعتراف
تیرے اندر دیکھتے ہیں ہم جواہر کا مزاج

تیری نظروں میں ابھی گاندھی کے ہیں نقشِ قدم
محسنِ ہندوستاں تھی جس کی ذاتِ محترم
جسکی تدبیروں سے بیڑی کٹ گئی ہر پاؤں کی
بات جس کی پُراثر تھی جسکی ہستی مغتنم

شانتی کا دیوتا وہ امن کا اوتار تھا
ہند سے الفت تھی جسکو ہندیوں سے پیار تھا
حشر تک باقی رہے گا خلق میں جسکا وقار
وہ ہماری قوم کا سب سے اہم سردار تھا



ایک تھا جس کے لئے گیتا و قرآنِ مجید
جس سے وابستہ تھی اہلِ ہند کی ہر اک امید
موت پر اسکی تڑپ کر رہ گئے دیر و حرم
ایک دیوانے نے اسکو آہ کر ڈالا شہید

ملک سے جس نے مٹادی اونچ نیچ اور چھوت چھات
جسکی خوش تدبیریوں سے مل گئی راہِ نجات
جسکی تقریروں میں دل تھا جسکی تحریروں میں جان
سیکڑوں نکتوں سے پُر تھی جسکی گویا بات بات

زندگی بھر ہم کو پیغامِ وفا دیتا رہا
وہ دعا دیتا رہا ہم کو دوا دیتا رہا
مرتے مرتے بھی دیا اس نے پیامِ زندگی
ساز اس کا ٹوٹ کر بھی اک صدا دیتا رہا

زندگانی وقف کی اس نے ہریجن کے لئے
کیسے کیسے گل کھلائے اس نے گلشن کیلئے
اہلِ دنیا بھی وہی تھا اہلِ دیں بھی تھا وہی
اس نے سب کچھ دیدیا تن کے لئے من کیلئے



اس کا چہرہ بر بنائے مصلحت چلتا رہا
دل فرنگی پُر فریبوں کا مگر جلتا رہا
پارچہ بافی میں پنہاں پرورش تھی قوم کی
روز و شب کٹتے رہے اور آدمی پلتا رہا

قوم کی خاطر ہزاروں اُس نے فاقے بھی کیے
گھونٹ زہرِ غم کے اس نے روز ہنس ہنس کر پیے
وہ سبھاؤں میں بھی بیٹھا کوچہ گردانی بھی کی
زندگی کے درس اُس نے ہر طریقہ سے دیئے

وہ شہیدِ ملک و ملت کام اپنا کر گیا
زندگی ہم کو عطا کی نام اپنا کر گیا
قوم کی خاطر بنا تھا قوم کی خاطر مٹا
عام دنیا میں مگر پیغام اپنا کر گیا

یاد جب آئے گی اسکی اشک بھی بھر آئیں گے
اپنی نادانی و سفاکی پہ خود شرمائیں گے
قتل کرکے دیوتا کو مطمئن ہوں گے نہ ہم
عمر بھر پوجیں گے اسکو عمر بھر پچھتائیں گے



یاد تو ہوں گے تجھے آزاد کے اقوال بھی
زندگی میں جسکے شامل حال بھی تھا قال بھی
جس کی نظریں تھیں بلند اور ذہن تھا جس کا رسا
قدر جسکی کرتے تھے پنڈت جواہر لال بھی

مدتوں تک قید میں جس نے گذاری زندگی
ظلمتوں میں رہ کے کس درجہ نکھاری زندگی
قید تنہائی میں بھی اک انجمن تھی اُسکے ساتھ
سچ ہے اسکی زندگی تھی خود ہماری زندگی

○

وہ جواہر کا مشیرِ خاص وہ سچّا رفیق
تھیں نگاہیں جسکی گہری فکر تھی جس کی عمیق
رائے جس کی قیمتی تھی مشورے جسکے مفید
تھا وفادارِ حکومت قوم کا ہمدم شفیق

○

وہ امامِ ہند وہ عاقل وہ دانا وہ فہیم
طبع تھی جسکی حلیم اور عقل تھی جسکی سلیم
وہ سیاست میں تھا یکتا علم اور حکمت میں فرد
قوم کو اُس نے دکھا دی ایک راہِ مستقیم



○

بار ہا قعرِ مذلّت سے نکالا ملک کو
ڈگمگایا ملک جب اُسنے سنبھالا ملک کو
ہند کی تاریخ کا ہر رخ نمایاں ہوگیا
روشنی اک قوم کو دی اک اُجالا ملک کو

○

جب بھی آڑا وقت کوئی آگیا ہے ملک پر
ہوگئی ہے بس وہیں عقدہ کُشا اسکی نظر
کھیل تھی اس کے لئے گویا سیاست ملک کی
صاحبِ ادراک تھا وہ صاحبِ علم و خبر

بر ملا دیتا فرنگی کی سیاست کا جواب
خواب ہی میں جس کو ملجاتی تھی خود تعبیرِ خواب
اک وہی تو ہند میں فطرت شناسِ وقت تھا
اسکی نظروں میں ہر اک چہرہ تھا گویا بے نقاب

جسکی رگ رگ میں کوئی خونِ سیاست تھا رواں
جس کے آگے رقص کرتے تھے زمین و آسماں
شدتِ آلام کے آگے نہ مانی جس نے ہار
ولولے زندہ تھے جسکے ہمتیں جسکی جواں



علم تھا جس کا مُسلّم اور ذہانت بے بدل
تھی لیاقت لاجواب اسکی سیاست بے بدل
جوہرِ انسانیت تھے جس کی فطرت میں نہاں
بخش دی تھی جسکو حق نے قابلیت بے بدل

جو نہ گھبرایا کسی دن شدتِ افکار سے
شاد ہوتا تھا ہمیشہ لذّتِ آزار سے
جو وطن پر تھا فدا جسکو وطن سے پیار تھا
جسکا دل روشن ہوا تھا عشق کے انوار سے

سچ تو یہ ہے وہ نقیبِ کاروانِ ہند تھا
قلب تھا بھارت کا وہ روحِ روانِ ہند تھا
ہر نوائے معتبر تھی اُس کی آوازِ جرس
پیچھے پیچھے اس کے ہر پیر و جوانِ ہند تھا

تبصرے بے لاگ تھے آزاد تھا اسکا بیاں
بیدھڑک تھا، اسکے دلمیں خوفِ دشمن تھا کہاں
سخت و مشکل مرحلوں میں وہ رہا ثابت قدم
قوم کی خاطر دیئے اس نے ہزاروں امتحاں



ہند کو اُس نے بنا ڈالا عروسِ نو بہار
خشک چہروں سے ہوا نورِ مسرت آشکار
رفتہ رفتہ چین سے بھارت کے باسی ہو گئے
مطمئن جب سب ہوئے تو آ گیا اسکو قرار

قبر میں ہائے ہمیشہ کے لئے وہ سو گیا
رہ گیا ہم کو الم آرام سے خود ہو گیا
عمر بھر روئیں گے اسکو یاد کر کے اہلِ ہند
جو ہیرِ قابل ہمارے ہاتھ سے اب کھو گیا

یاد تو ہوگا تجھے مردِ مجاہد وہ پٹیل
ہر سیاسی مسئلہ جس کے لئے تھا ایک کھیل
جس کی تدبیروں نے ہم سب کو برابر کر دیا
جس نے ڈالی اک انوکھی زندگی کی داغ بیل

جس نے راجہ اور پرجا کی مٹا ڈالی تمیز
جذبۂ خدمت نے جس کو کر دیا ہر دلعزیز
خواجگی اور بندگی کو ایک کر کے رکھدیا
وہ اٹھا ڈالے پڑے تھے جسقدر پردے دبیز



قوم کا خادم تھا وہ اور ملک کا مردِ جری
دیکھتا تھا اپنے بھارت کے لئے وہ بہتری
جس کی طینت بے ریا تھی جسکا دل بے لوث تھا
جس کے دم سے ملک کو حاصل ہوئی تھی برتری

جس کے آگے سر جُھکاتے دشمنانِ پُر غرور
اہلِ دانش اہلِ بینش صاحبِ عقل و شعور
جسکی بے باکی کی شہرت ہو گئی چاروں طرف
جسکا لوہا مانتے تھے ملک میں نزدیک و دور

○

ملک میں جس نے اٹھایا تھا محبت کا علم
اور غیروں کے لئے تھا خود بغاوت کا علم
مردِ میداں بن کے آیا جو ہمیشہ سامنے
برسوں ہاتھوں میں رہا جسکے سیاست کا علم

○

آہ اُس مردِ جری کو آج ہم ڈھونڈیں کہاں
نام تو باقی ہے اُس کا پر نہیں ملتا نشاں
راہرو ہیں غمزدہ اس کے لئے راہیں اُداس
کارواں کو چھوڑ کر کھویا امیرِ کارواں



○

آج کی دنیا میں وہ پیغامِ حسرت یاد ہے
خدمتِ ملک و وطن طرزِ سیاست یاد ہے
وہ تفکر وہ تخیل وہ تغزل کا مزاج
قید میں اس پر وہ چکی کی مشقت یاد ہے

○

ساری دنیا سے جُدا تھا جس کا اندازِ حیات
اُٹھ چکا تھا اس کے دل سے پردۂ رازِ حیات
لطفِ آزادی نہ دیکھا اُس نے پورے طور سے
ہم سے رخصت ہو گیا بے وقت دمسازِ حیات

نکتہ رس اسکی نظر تھی دوربیں اسکا دماغ
قید کی سختی اٹھاتا اور رہتا باغ باغ
بزمِ آزادی کے پروانے تڑپ کر رہ گئے
شام ہی سے بجھ گیا ہندوستاں کا یہ چراغ

یاد کر کے اسکو روتا ہے ابھی سارا وطن
نوحہ خواں اس کے لئے ہیں عندلیبانِ چمن
کوہساروں پر اداسی چھا رہی ہے آج تک
روز و شب آنسو بہاتے ہیں ابھی گنگ و جمن



یاد تو ہوگا تجھے جوہر کا اندازِ کلام
ہے زباں زدِ خلائق آج تک جسکا پیام
جو زباں سے اسکی نکلا تھا وہ پورا ہو گیا
حق تعالیٰ نے اُسے بخشا بہت اعلیٰ مقام

گوہرِ نایاب تھا اسکی نظر کے سامنے
منزلِ مقصود تھی ہر رہ گزر کے سامنے
نامساعد وقت سے وہ ٹکریں لیتا رہا
سر نہ ٹیکا گردشِ شام و سحر کے سامنے

○

جان دیدی اُس نے بات آنے نہیں دی آن پر
شان جو کچھ اسکی تھی قائم رہا اس شان پر
وہ صداقت آفریں تھا صاحبِ علم و یقیں
خاتمہ اس کا ہوا ایقان پر ایمان پر

○

آسمانِ ہند کا وہ اخترِ تابندہ تھا
ماہِ دو ہفتہ بھی اس کے سامنے شرمندہ تھا
مرتے مرتے بھی نہ چھوڑا دامنِ مقصودِ قوم
روح جسکی پاک تھی اور قلب جس کا زندہ تھا



○

ہیں فروزاں حافظ ابراہیم کے نقشِ قدم
تا قیامت ہم بُھلا سکتے نہیں جن کے کرم
خدمتِ قوم و وطن میں کر دیا خود کو فنا
مدتوں سہتے رہے انگریز کے جور و ستم

○

آج بھی باقی ہے مولانا حسین احمد کی یاد
جس کے کاشانے پہ رہتی یورش صد برق و باد
رہنمائے دین و دنیا رہبرِ ملک و وطن
ذات جنکی محترم، والاصفت، عالی نژاد

○

درد سے قوم و وطن کے جسکا دل تھا پاش پاش
حشر کے دن تک ہمارے ساتھ ہی رہتے وہ کاش
درس اُن کے یاد آئیں گے ہمیں ہر موڑ پر
ہر نظر کرتی رہے گی تا ابد ان کی تلاش

○

یاد ہوں گی حفظِ رحماں کی وہ خدماتِ جلیل
جسکی ہر تقریر میں رقصاں تھی موجِ سلسبیل
جسکا اس بھارت میں کوئی ہمسر و ثانی نہ تھا
جسکی ہستی بے مثال و بے نظیر و بے عدیل



○

ایک شمشیرِ برہنہ تھا وہ دشمن کے لئے
ہر روش پر خوں چھڑکتا اپنے گلشن کیلئے
وہ سپاہی بادشاہی جسکے آگے کچھ نہ تھی
اک مجسّم درس تھا تن کے لئے من کے لئے

○

انگلیاں رکھی ہوئی تھیں جسکی نبضِ وقت پر
اسکی تقریروں سے دشمن پر برستے تھے شرر
اس پہ عریاں تھا ہر اک رازِ جلی سرِّ خفی
صاحبِ ادراک تھا وہ صاحبِ فکر و نظر

کانگریس کے ساتھ گزری جسکی ساری زندگی
ملک پر قربان کردی جس نے پیاری زندگی
عالمِ دیں متیں تھا اصل میں سرتاج تھا
خادمِ ملک و وطن بن کر گزاری زندگی

روئیں گے اس کے لئے جب تک رہے گی زندگی
ہر نفس پر داستاں اس کی کہے گی زندگی
"شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن"
زندگی گر ہے تو اس کا غم ہے گی زندگی



یاد ہوں گے تجھکو مسٹر راج گوپال آج تک
جن کے قدموں پر ادب سے سر جھکاتا تھا فلک
سب سے پہلے صدر تھے آزاد بھارت کے وہی
عزتِ شمس و قمر تھی جنکے ماتھے کی چمک

جن کی تدبیروں سے آغازِ ترقی ہوگیا
منکشف نظروں پہ ہر رازِ ترقی ہوگیا
گوشہ گوشہ میں جہاں کے گونج اٹھی آوازِ ہند
نغمہ پرور بزم میں سازِ ترقی ہوگیا

○

اُٹھ گئے دنیا سے وہ بھی کام ادھورا چھوڑ کر
چل دئے دامن بچا کر ملک کا دل توڑ کر
لے گئی ہم سے چُھڑا کر اُن کو عمرِ بے وفا
پھر نہیں دیکھا انہوں نے اِس طرف منہ موڑ کر

○

جلوہ فرما پھر ہوئے تھے ڈاکٹر راجیندر
لائے جو ہندوستاں کو ارتقا کی راہ پر
علم میں یکتا تھے تدبیروں میں فخرِ روزگار
ڈھونڈھتی ہے آجتک چاروں طرف جنکو نظر



○

جن کی ذاتِ محترم تھی لائقِ صد فخر و ناز
پیکرِ انسانیت، عالی ہمم، انساں نواز
جنکی فطرت عدل گستر جنکا شیوہ درگزر
مخلصوں کے ہم نوا تھے، بیکسوں کے چارہ ساز

○

آہ وہ بھی جلد ہم کو دے گئے داغِ فراق
کیوں نہ ہو انکی جدائی ہندیوں کے دل پہ شاق
خوبیاں ہوں کیا بیاں انکی زبانِ حال سے
خوب سیرت، نیک طینت، خوش خیال و خوش مذاق

یہ وہ نقصاں تھا تلافی جس کی ممکن ہی نہ تھی
ہم نے جبرًا اور قہرًا چوٹ یہ دل پر سہی
آتے آتے صبر تو آ ہی گیا ہمکو مگر
آج تک ماتم کناں ان کے لئے ہے زندگی

بعد ازاں رادھا کرشنن کا زمانہ آگیا
مصلحت کوشی کا ہر لب پر فسانہ آگیا
جاگ اٹھے جس سے دلمیں جذبہ ہائے پرخلوص
اہلِ محفل کی زباں پر وہ ترانہ آگیا



اس مدبّر نے نئی راہیں دکھائیں ملک کو
جو نہ تھیں معلوم وہ باتیں بتائیں ملک کو
کچھ نئے رستے دکھائے کچھ نئے راہی دیئے
رفتہ رفتہ منزلیں خود طے کرائیں ملک کو

خود غرض ہاتھوں سے پھر اُس نے چھڑایا ملک کو
شعبدہ بازوں کی فطرت سے بچایا ملک کو
دوستی و سرفروشی کے سبق ہم کو دیئے
اس نے گلہائے عقیدت سے سجایا ملک کو

○

ملک کی توقیر کو اُس نے دوبالا کر دیا
ذہن کو روشن کیا کردار اعلیٰ کر دیا
دور سے بیٹھے ہوئے کرتے تھے جو بھارت پہ طنز
اُن حریفانِ وطن کا منہ بھی کالا کر دیا

○

اس کے دم سے شان بھارت کی نرالی ہو گئی
ساری دنیا ہند کے آگے سوالی ہو گئی
مخلص و ہمدم نکل کر آ گئے میدان میں
سرزمینِ ہند خود غرضوں سے خالی ہو گئی



○

رخ بدل کر رہ گیا انساں کے احساسات کا
بے زبانوں کو دیا اس نے سلیقہ بات کا
اپنے بھارت کی فضائیں صاف ہو کر رہ گئیں
دور آخر ہو گیا خطرہ جو تھا دن رات کا

○

ہم سے یہ ہستی مگر دستِ قضا نے چھین لی
آہ جو کشتی رواں تھی ناخدا نے چھین لی
چل دیا یہ رہنما بھی اپنے مرکز کی طرف
ایک نعمت ہمکو دیکر پھر خدا نے چھین لی

یاد آتے ہیں ابھی تک ڈاکٹر ذاکر حسین
ملک کی خدمات تھیں جن کی نظر میں فرضِ عین
اُن کے دل میں اک تڑپ تھی اک خلش تھی ملک کی
فکرِ قومی میں نہ آتا ایک پل بھی جن کو چین

چھیڑتا تھا جب بھی انکو جذبۂ بے اختیار
جا کے پاتے تھے وہ گاندھی کی سمادھی پر قرار
کس محبت سے قدم اٹھتے تھے منزل کیطرف
آنکھ میں آنسو لئے اور ہاتھ میں پھولوں کا ہار



لے گئی ان کو اٹھا کر آہ مرگِ ناگہاں
اُجڑی اُجڑی ہر روش تھی سونا سونا گلستاں
وہ گئے تو ہند کی وہ شان بھی جاتی رہی
تا ابد روتا رہے گا ان کو ہر پیر و جواں

اب وطن میں کون ہے ایسا پرستارِ وطن
جس نے قائم کر دیا تھا ایک معیارِ وطن
جاں نثارِ قوم تھا، اس نے بنایا قوم کو
اصل معنی میں وہی تھا ایک معمارِ وطن

○

الغرض پیدا ہوئے بھارت میں رہبر بے شمار
سر فروش و جاں نثار و شاہ زور و شہسوار
ذکر جنکا چھوڑتا ہوں میں طوالت کے سبب
کیونکہ ہو جاتا ہے طولِ مدعا ناخوشگوار

○

اے مسز گاندھی تو ہے کتنے بزرگوں کی امیں
نور سے جن کے چمک اٹھی ہے تیری بھی جبیں
تیرے سر سہرا بندھا ہے ارتقائے ہند کا
تو ہی اب تاجِ سرِ ہندوستاں ہے بالیقیں



○

ذات تیری ہند کی تاریخ کا ہے اک نچوڑ
کوئی گوشہ ملک کا اصلاح سے خالی نہ چھوڑ
ہر قدم پر خود پرستوں نے دیئے تجھکو فریب
کر چکے ہیں دشمنانِ ملک صدہا جوڑ توڑ

○

سرحدیں مضبوط کر لیں تو نے اپنی اس قدر
یورشیں کرنے نہ پائیں تاکہ دشمن ملک پر
تو محافظ ملک کی تیرا محافظ ہے خدا
تیری جانب اٹھ نہیں سکتی حریفوں کی نظر

○

دشمنوں کا حوصلہ پامال تو نے کر دیا
ہندیوں کو صاحبِ اقبال تو نے کر دیا
آج بھارت میں نہیں افلاس و بدحالی کا دور
اپنے ناداروں کو مالا مال تو نے کر دیا

○

اب کوئی خطرہ نہیں ہندوستاں کے واسطے
راہزن کا ڈر نہیں اب کارواں کے واسطے
تو نے پاک و صاف کر دی اب گلستاں کی فضا
برق کا خطرہ نہیں اب آشیاں کے واسطے



○

کامیابی کی ضمانت ہیں ترے بیسوں نکات
دور ہو سکتی ہیں جن سے زندگی کی مشکلات
تو نے دریا عقل کے کوزہ میں بھر کر رکھ دیا
اب جسے پینا ہو پی لے ہند میں آبِ حیات

○

تیرے دامن میں اماں پاتا رہے ہندوستاں
تو ہو حاکم اور ترا محکوم ہو سارا جہاں
تیرا ابرِ رحم تا قیامت یوں ہی لہراتا رہے
حق تعالیٰ بخش دے تجھکو حیاتِ جاوداں

○

یہ دعا ہے تو ہمیشہ زندہ و باقی رہے
ہو یہی میخانہ یارب اور یہی ساقی رہے
تیری اک اک بات ہو لعل و جواہر کی لڑی
تیری رگ رگ میں رواں اک روحِ اخلاقی رہے

○

آج فخر الدین علی احمد ہیں تیرے ہم نوا
ہر سیاسی موڑ سے جن کی نظر ہے آشنا
جنکی خدمت روزِ روشن کیطرح ہے آشکار
جن کی سادہ زندگی ہے اور سیدھا راستہ



○

زندہ باد اے ملک کی خوددار بیٹی زندہ باد
زندہ باد اے ملک کی غم خوار بیٹی زندہ باد

تو نے اب تک خم نہ کی گردن کسی کے سامنے
زندہ باد اے صاحبِ کردار بیٹی زندہ باد

دشمنانِ ہند کے دھوکوں میں تو آئی نہیں
زندہ باد اے عاقل و ہشیار بیٹی زندہ باد

تمام شُد